تھے اور اورنبرگ کا گورنر یٹ جنرل ان کی توثیق کرتا تھا۔ بالآخر ۱۴ جون ۱۸۴۴ء کو لشکر کوچک کے ان علاقوں کے انتظام کے لئے ایک نیا قانون متعارف کرایا گیا جسے ''سٹیٹیوٹ آف دی ایڈمنسٹریشن آف دی اورنبرگ کرغیز'' کے نام سے متعارف کرایا گیا۔ اس نئے قانون کی رو سے لشکر کوچک کے قازق علاقے براہ راست روسی وزارت خارجہ کے ایشیاٹک ڈیپارٹمنٹ اور اورنبرگ کے ملٹری کمانڈر کے دائرہ اختیار میں دے دیے گئے۔ اورنبرگ حکومت نے وزارت خارجہ کے ایشیاٹک ڈیپارٹمنٹ کے اشتراک سے لشکر کوچک (سمال ہرڈ) کے انتظام کے لئے ایک نیا ''اورنبرگ بارڈر کمیشن'' قائم کیا۔ یہ کمیشن چار روسی مشیروں اور چار منتخب قازق نمائندوں (اور چیئرمین) پر مشتمل ہوتا تھا۔ کمیشن کا چیئرمین عموماً روسیوں کا نامزد کردہ ہوتا تھا۔ اس کمیشن کے ماتحت مختلف انتظامی اکائیوں میں ''سلطان ایڈمنسٹریٹر'' ہوتے تھے جن کی انتظامی مشینری (پولیس وغیرہ) روسی کوسکوں پر مشتمل ہوتی تھی۔ سلطان کے ذاتی عملہ میں منشی، معاون اور پانچ ہرکارے شامل ہوتے تھے۔ اخلاقی جرائم کے مقدمات کا فیصلہ روسی (فوجی) عدالتوں میں ہوتا تھا۔ جبکہ سول مقدمات سلطان کی تشکیل کردہ قازق عدالتوں میں بھیجے جاتے تھے۔ جہاں ان کا فیصلہ رواجی قانون (''عادت'') کے مطابق کیا جاتا تھا۔ سلطان روسیوں کے لئے ٹیکس وصول کرنے کا ذمہ دار ہوتا تھا اور مقامی اخراجات پورے کرنے کے لئے اسے زکوٰۃ و عشر اکٹھا کرنے کی بھی آزادی ہوتی تھی[۱۱۶]۔

لشکر میانہ روسی استعمار کے چنگل میں

لشکر میانہ (مڈل ہرڈ) کا خود مختار خان سمیکے خان بھی ابوالخیر کی طرح قازقوں کی متحدہ خانیت کے آخری دور کے خان توکے خان کا بیٹا تھا[۱۱۷]۔ ۱۷۳۱ء میں لشکر کوچک کے خان ابوالخیر کی طرف سے زارینہ روس کی بالادستی قبول کرنے کے بعد ۱۷۴۷ء میں اورنبرگ کے گورنر جنرل آئی آئی نیپلوئیف اور ابوالخیر کے مابین بڑھتے ہوئے اختلافات ختم کرانے کیلئے زارینہ نے توکلیف کو روانہ کیا۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے، توکلیف ابوالخیر کے ساتھ بہتر تعلقات سے متعلق ایک معاہدہ کی تکمیل میں کامیاب ہوا جس کی رو سے روسیوں نے ابوالخیر کے محبوب بیٹے خواجہ احمد کی جائے اس کے دوسرے بیٹے اَشواک کو یرغمال رکھنے پر رضامندی کا اظہار کیا اور جواب میں ابوالخیر نے روسیوں کے خلاف حملے روکنے کا عہد کیا۔ ابوالخیر کے ساتھ کامیاب مذاکرات کے بعد توکلیف نے لشکر میانہ کے خان سمیکے کے پاس ایک سفیر روانہ کیا تاکہ اسے بھی روسی بالادستی قبول کرنے اور ''روسی حفاظت میں آنے'' پر راضی کیا جا سکے۔

تو کلیف نے خان سمیکے کو بھی انہی شرائط پر روسی حفاظت میں آنے کی پیشکش کی جو اس سے قبل لشکر کو چک نے قبول کی تھیں۔

لشکر میانہ کی آبادی تقریباً پانچ لاکھ نفوس پر مشتمل تھی اور اس کے خاندانوں کی تعداد تقریباً ایک لاکھ دس ہزار تھی [۱۱۸]۔ لشکر میانہ کا علاقہ موجودہ قازقستان کے اکمولنسک، سیمپلاٹنسک اور سیر دریا و سمرچیا کے بعض علاقوں پر مشتمل تھا۔ خان سمیکے کو بھی ابوالخیر کی طرح لشکر میانہ (مڈل ہرڈ) پر حکمرانی کے سلسلے میں متعدد مشکلات کا سامنا تھا۔ داخلی اپوزیشن کے علاوہ اسے جنوب مشرق میں جنگاریا کے کلموکوں کے بڑھتے ہوئے اثر و نفوذ اور شمال مغرب میں یورال کے روسی کوسکوں سے بیرونی خطرات نے بھی مسلسل پریشانی میں مبتلا کیا ہوا تھا۔ ان حالات میں تو کلیف کی سفارت کا مثبت جواب دینا اس نے اپنے (ذاتی) مفاد میں سمجھا۔ لشکر میانہ کے خان سمیکے کے سلسلے میں بھی یہ کہنا درست ہوگا کہ روسی حفاظت میں آنا اس نے محض ایک وقتی مصلحت آمیز اقدام سمجھا کیونکہ روسی بالادستی قبول کرنے کے باوجود اس نے بعد کے ادوار (۱۷۳۳ء میں) بھی بشکیر علاقوں میں روسی آبادیوں پر حملے جاری رکھے۔ روسیوں کے ہاتھوں ان حملوں میں شکست سے دوچار کئے جانے کے بعد ہی اسے رسمی طور پر زارینہ آنا سے لشکر میانہ کے خان کی حیثیت سے روسی خلعت سے نوازنے کی درخواست کرنے پر مجبور کر دیا گیا۔ ۱۷۳۴ء میں زارینہ کی طرف سے خان کے اعزاز سے نوازنے کی غرض سے بھیجے گئے روسی سفیر کیریلوف کی لشکر میانہ میں آمد سے قبل ہی خان سمیکے وفات پا چکا تھا۔ لشکر میانہ پر خان سمیکے نے کتنے عرصے تک حکمرانی کی، اس بارے میں معلومات دستیاب نہیں ہو سکی ہیں۔ تاہم اس کے عہد حکمرانی کا اختتام ۱۷۳۳ء میں اس کی وفات پر ہوا۔ خان سمیکے کی جانشینی اس کے بیٹے ابول محمد (ابو محمد) کے حصے میں آئی۔ ابول محمد، جس کا دور اقتدار ۱۷۳۴ء سے ۱۷۵۰ء پر محیط تھا، کی زندگی میں سلطان ابلائی بھی اس کا شریک اقتدار رہا۔ ابوال محمد روسیوں کی بالادستی قبول کرنے میں زیادہ دلچسپی نہیں رکھتا تھا۔ اس کے برعکس اس نے شروع میں جنگار کلموکوں کے ساتھ روسیوں کے خلاف اتحاد کے قیام کو ترجیح دی۔ ابول محمد اور جنگار کلموکوں کے مابین قربت کے یہ تعلقات ۱۷۴۰ء تک جاری رہے۔ ۱۷۴۰ء میں ایک طاقتور جنگار اتحادی سلطنت (Jungar Confideration) کے ظہور کے بعد ابول محمد کلموکوں کے بارے میں شکوک و شبہات کا شکار ہوا۔ ان حالات میں ابول محمد اور ابلائی کے پاس اپنی بقا کے لئے روسیوں کی طرف رجوع کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہا۔ ۱۷۴۰ء میں ابول محمد اور سلطان ابلائی اپنے مصاحبوں اور نائبین کے ساتھ اورنبرگ روانہ ہوئے اور وہاں اورنبرگ کے گورنر

جنرل شہزادہ یوروسوف کے سامنے روسی وفاداری کا حلف اٹھایا۔ خان ابول محمد اور سلطان ابلائی نے روسی تجارتی کاروانوں کی حفاظت کا بیڑ ا اٹھایا، نیز وولگا کی روسی رعایا پر قازق حملوں کو روکنے (یا کم کرنے) کا عہد کیا۔ سلطان ابلائی، جو لشکر میانہ کی طرف سے مذاکراتی ٹیم کا سربراہ تھا، نے روسیوں سے ان کے تجارتی کاروانوں کی رہنمائی اور حفاظت کے بدلے میں لشکر کوچک کے خان ابوالخیر کو ادا کئے جانے والے معاوضہ سے زیادہ معاوضہ کا مطالبہ کیا، جو منظور کرلیا گیا۔ ابلائی نے قازق (لشکر میانہ کی) معیشت کی بہتری کے لئے اورنبرگ کے حکام سے سیمپلاٹنسک کے تجارتی امکانات سے مکمل استفادے میں مدد کی درخواست کی، تاکہ لشکر میانہ کو اپنی معاشی ضروریات کے لئے ایک مہینے کی طویل مسافت پر واقع اورنبرگ جانے کی زحمت سے بچایا جاسکے۔ اورنبرگ کے حکام نے اس درخواست کو قبول کرنا اپنے مفادات کے عین مطابق سمجھا۔ انہوں نے سیمپلاٹنسک کو ترقی دیتے ہوئے آخر کار ۱۷۸۰ء میں اسے لشکر میانہ کے قازق علاقوں اور سائبیریا کے بعض علاقوں پر مشتمل مغربی سائبیریا کے صوبے کا دارالخلافہ بنایا۔

۱۷۴۱ء میں روسی بالادستی قبول کرنے کے کچھ ہی عرصہ بعد لشکر میانہ (اور لشکر کوچک کے بعض حصے) جنگار سلطنت کے فرماں رواخنتاجی گلدان چیرنگ کے حملوں کا نشانہ بننا شروع ہوگئے۔ لشکر میانہ اور اسکی قیادت ان حملوں کی شدت کی تاب نہ لاسکی۔ سلطان ابلائی (خان ابول محمد کا شریک اقتدار) قیدی بنالیا گیا۔ روسیوں نے بادل ناخواستہ ابلائی کی رہائی کے لئے جنگاروں کے پاس سفارت بھیجی جسے اپنے مقصد کے حصول میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ لشکر میانہ کی قیادت نے ایک بار پھر محسوس کرنا شروع کردیا کہ روسیوں کے بجائے جنگار سلطنت سے اچھے مراسم ان کے مفادات کے بہتر تحفظ کے ضامن ہوں گے۔ ابول محمد نے روسیوں سے مایوس ہوکر اپنا بیٹا (بطور امانت) جنگاریوں کے پاس رکھوا کر سلطان ابلائی کو رہا کرایا۔ روسیوں کی طرف سے جنگاروں کے خلاف موثر کارروائی میں پس وپیش اور خود لشکر میانہ میں سلطان ابلائی کی نسبت اس کی کمزور حیثیت نے خان ابول محمد کو اپنا بیٹا رہن رکھ کر سلطان ابلائی کی رہائی پر مجبور کردیا تھا۔ درحقیقت ابول محمد کا اقتدار سلطان ابلائی کی قائدانہ صلاحیتوں کا مرہون منت تھا۔ جنگاروں کے ساتھ معمول کے تعلقات کے قیام کے بعد جنگار افواج نے لشکر میانہ کے علاقوں سے پسپائی اختیار کرلی۔ جنگاروں کے ساتھ خوشگوار تعلقات کا ایک مثبت نتیجہ یہ نکلا کہ خان ابو محمد اور سلطان ابلائی نہ صرف لشکر میانہ کے باغی سلطان برک (خان) بلکہ لشکر کوچک کے خان ابوالخیر کی مخالفانہ سرگرمیوں کا موثر دفاع کرنے میں کامیاب رہے۔ جنگار

سلطنت کے ساتھ بہتر مراسم کی بدولت ۱۷۴۴ء میں ترکستان شہر، (جو جنگاروں کے قبضے میں چلے جانے سے قبل ابول محمد کے حریف لشکر کوچک کے خان ابوالخیر کے آباؤ اجداد کا دارالخلافہ تھا) ابول محمد کے حوالے کر دیا گیا۔ ابول محمد اپنے لشکر (لشکر میانہ) کے معاملات چلانے کی ذمہ داری سلطان ابلائی کے سپرد کرتے ہوئے اپنے خاندان اور شاہی خانوادے کے ساتھ ترکستان جاکر آباد ہو گیا۔ اب سمپلاٹنسک کے قرب و جوار میں روسی قلعہ بندیوں کے ساتھ ساتھ آباد لشکر میانہ پر عملاً ابلائی خان کی حکمرانی قائم ہو گئی۔ ۱۷۵۰ء تک لشکر میانہ کے باغی سلطان برک کی مخالفانہ سرگرمیوں کی بدولت ابلائی خان لشکر میانہ پر موثر کنٹرول حاصل کرنے میں خاطر خواہ کامیابی حاصل نہ کر سکا تاہم مذکورہ سال کے دوران میں لشکر کوچک کے خان نور علی کی طرف سے اپنے باپ ابوالخیر کے قتل کے انتقام کی غرض سے برک کو زہر دے کر ہلاک کئے جانے کے بعد ابلائی خان لشکر میانہ کا طاقتور ترین سلطان اور ہمہ مقتدر شخصیت بن گیا۔ خان ابول محمد اور سلطان ابلائی کے مابین اقتدار کی شراکت کے اختتام کا صحیح زمانہ معلوم نہیں ہو سکا ہے۔ تاہم قرین قیاس یہی ہے کہ ۱۷۵۰ء کی دہائی میں خان ابول محمد کا رابطہ (جو انتہائی جنوب میں سیر دریا کے علاقے کے شہر ترکستان میں مقیم تھا) سلطان ابلائی سے منقطع ہو گیا تھا۔ چنانچہ کہا جا سکتا ہے کہ ۱۷۵۰ء سے ہی خان ابول محمد کی جگہ سلطان ابلائی عملاً لشکر میانہ کا خان بن گیا تھا۔

۱۷۷۱ء تک عملاً لشکر میانہ کا سربراہ رہنے کے بعد اس سال اس کو رسمی طور پر لشکر میانہ کا خان منتخب کر لیا گیا۔ خان ابلائی کے بارے میں روسی تاریخ نگاروں کی مجموعی رائے یہ ہے کہ وہ زبردست روس مخالف جذبات رکھتا تھا۔ وہ قازقوں کے استقلال اور مکمل آزادی کے لئے کام کرتا رہا۔ وہ خان توکے اور خان قاسم کی طرز پر اپنے آپ کو قازقوں (لشکر میانہ) کا آزاد و مختار حکمران کہلانا پسند کرتا تھا۔ اولکاٹ کے الفاظ میں "وہ آخری آزاد قازق خان تھا جو اپنے اقتدار کے لئے روسی حمایت کی بجائے اپنی قوم کی تائید و حمایت پر بھروسہ کرتا تھا"[۱۹]۔ ابلائی شاید خان شیگائی کی نسل سے تھا اگرچہ اس کے شجرہ نسب کے بارے میں یقینی معلومات دستیاب نہیں ہیں۔ خان ابلائی روسیوں کی بالادست حیثیت تسلیم کرنے کی بجائے ان کے ساتھ برابری کی بنیاد پر تعلقات کے قیام کا حامی تھا۔ اس کے نزدیک جنوب مشرق اور جنوب کے ایشیائی پڑوسیوں کے ساتھ بہتر تعلقات کی اہمیت کہیں زیادہ تھی۔ خان ابلائی (دور اقتدار: ۱۷۳۴ء-۱۷۸۱ء؛ ۱۷۳۴ء سے ۱۷۵۰ء تک ابول محمد کے ساتھ مشترکہ اقتدار: ۱۷۵۰ء سے ۱۷۷۱ء تک عملاً خان اور ۱۷۷۱ء میں ابول محمد کی وفات کے بعد سے ۱۷۸۱ء تک

منتخب خان) کا دور اقتدار لشکر میانہ اور مغربی سائبیریا کے روسی گورنروں اور سینٹ پیٹرزبرگ کے زاروں کے درمیان مسلسل شکوک و شبہات اور باہمی بے اعتمادی سے عبارت ہے۔ خان ابلائی ۱۷۸۱ء میں اپنی موت تک لشکر میانہ کے قازق عوام کو روس کے استعماری رویوں سے متنفر کرنے میں لگا رہا۔ اس نے روسیوں کی طرف سے قازقوں کے طرز زندگی، بود و باش کے طریقوں اور سماجی، مذہبی، اقتصادی اور تہذیبی اقدار کو بدلنے کی منظم کوششوں کے خلاف اپنے عوام میں زبردست شعور پیدا کیا۔ خان ابلائی کی روسیوں سے نفرت اس کے خاندان میں منتقل ہوئی۔ انیسویں صدی کی چوتھی دہائی اور پانچویں دہائی میں روسیوں کے خلاف منظم اور بھرپور بغاوت برپا کرنے والا کینیساری قاسموف (جسے خان کینے بھی کہا جاتا ہے) ابلائی خان کا ہی پوتا تھا۔

ابلائی خان ایک عظیم سیاستدان تھا جو ہمیشہ جنگار کلموکوں،، روسیوں اور چینیوں کے ساتھ متوازن تعلقات کے ذریعے اپنی سلطنت کے مفادات کے تحفظ میں کامیاب رہا۔ اس نے مختلف اوقات میں ان تینوں طاقتوں کے مابین محاذ آرائی کو اپنے اور اپنی لشکر کے بہترین مفاد میں استعمال کیا۔ اس کی سیاست کا محور حالات کی مناسبت سے غالب طاقت کے ساتھ وابستگی تھی۔ وہ چینیوں کے ساتھ اتحاد کے مظاہرہ کو روسی استعماری کوششوں کو ناکام بنانے کے لئے استعمال کرنے میں ماہر تھا۔ چینیوں کی طرف سے خطرہ کی صورت میں وہ جنگاریوں کا حلیف بن جاتا تھا اور جنگار حملہ آوروں کی پیش قدمی کی صورت میں وہ روسیوں کو استعمال کرنے میں مہارت رکھتا تھا۔ اس کا مقصد وحید قازقوں (اور خاص کر لشکر میانہ) کی آزادی اور استقلال کو برقرار رکھنا تھا۔ اس مقصد کے حصول کے لئے وہ حالات کے مطابق حکمت عملیاں بدلتا رہتا تھا۔ روسیوں سے اس نے اپنی نفرت کبھی بھی پوشیدہ نہیں رکھی۔ اس نے روسیوں کی طرف سے اورنبرگ آکر رسمی طور پر خان کی خلعت سے نوازے جانے کی پیشکش مسترد کردی تھی۔ ۱۷۶۲ء میں زارینہ کیتھرین نے پیٹروپاولسک کے روسی قلعہ کے قرب و جوار میں اس کی رہائش کے لئے محل بنوایا اور اس کے خانوادے کی مستقل رہائش کے لئے ایک چھوٹا سا قصبہ آباد کیا لیکن خان ابلائی نے اس محل اور اس قصبے میں آباد ہونے سے انکار کر دیا۔ زارینہ کیتھرین قازقوں کی خانہ بدوشی پر مبنی طرز زندگی ختم کر کے انہیں مستقل آبادیوں میں رہائش اختیار کرنے میں دلچسپی رکھتی تھیں۔ چنانچہ اس نے خان ابلائی کے پاس زرعی ماہرین کی ایک ٹیم روانہ کی تاکہ لشکر میانہ کے خانہ بدوشوں کو ایک جگہ قیام کر کے زراعت کا پیشہ اختیار کرنے پر آمادہ کیا جا سکے۔ زارینہ نے خود خان ابلائی کی اپنے لشکر میں مسلسل نقل و حرکت کی حوصلہ شکنی

کی غرض سے اس کے لئے سالانہ ۲۱۲ پوڈ (پوڈ وزن کے روسی پیمانے کا نام تھا جو ۱۱۳ و ۳۶ پونڈ کے برابر ہوتا تھا) غلہ کا کوٹہ مقرر کیا۔

لشکر میانہ کے قازقوں کو شہری زندگی اختیار کرنے پر مائل کرنے کی پشت پر زارینہ کتھرین اور روسیوں کا یہ خیال تھا کہ جب تک قازقوں میں نومیڈزم (خانہ بدوش طرز زندگی) کا خاتمہ نہیں ہوتا اس وقت تک انہیں مکمل طور پر زیر اقتدار لانا اور ان کے علاقوں کے ذریعے جنوب کے ایشیائی خطوں کے ساتھ تجارت جاری رکھنا ناممکن ہوگا۔ اس دوران میں روسیوں نے لشکر میانہ کے قازق علاقوں اور یہاں کے قازق قبائل کے طرز زندگی کے مطالعہ کے لئے بوور (Bouer) مشن روانہ کیا۔ بوور نے روسی قلعہ بندیوں کی تعمیر کے نتیجے میں قازق قبائل کی اپنی روایتی چراگاہوں تک رسائی میں مشکلات کا حوالہ دیتے ہوئے تجویز کیا کہ قازق معیشت کی بہتری کے لئے اور سٹیپ کے علاقے میں روسی تجارتی کاروانوں کو ان سے درپیش خطرات کے تدارک کے لئے ضروری ہے کہ ہر سلطان کے لئے گرمائی اور سرمائی ہجرت کے علاقوں کی حد بندی کر دی جائے اور ساتھ ساتھ ان کی مستقل رہائش کے لئے بھی علاقے مخصوص کر دیے جائیں۔ کہا جاتا ہے کہ بوور ہی نے اپنی اس رپورٹ میں قازقوں میں اسلام کی تبلیغ اور مدارس و مساجد کی تعمیر کے لئے تاتاروں کی خدمات حاصل کرنے کی تجویز پیش کی تھی۔ تاکہ ان مساجد اور مدارس کے اردگرد قازقوں کو اپنی مستقل آبادیاں بسانے پر آمادہ کیا جا سکے۔

ایک طرف روسی ان طویل المیعاد منصوبہ بندیوں میں مصروف تھے اور دوسری طرف خان ابلائی (چین کے مانچو حکمرانوں کے ہاتھوں) اس وقت تک مغلوب ہو جانے والے جنگاروں کے وسیع و عریض سبزہ زاروں تک رسائی کے لئے مانچو حکمرانوں کے ساتھ بہتر تعلقات کے قیام کے لئے کوشاں تھا۔ جنگار علاقوں پر قبضہ مستحکم کرنے کے بعد خان ابلائی ایک بار پھر روسیوں کی طرف متوجہ ہوا کیونکہ اب نو مفتوحہ جنگار علاقوں پر لشکر میانہ کا تسلط برقرار رکھنے کے لئے اسے چین کے مانچو (چنگ خاندان کے) حکمرانوں کے ساتھ توازن مخالفانہ (counter balance) قائم کرنے کی ضرورت تھی۔ ابلائی نے ۱۷۷۵ء میں لشکر میانہ کے بعض سرداروں اور اپنے بیٹے (اور ولی عہد) خان ولی پر مشتمل ایک وفد زارینہ کتھرین کے پاس روانہ کیا۔ بظاہر اس وفد کو خان، اس کے خانوادے اور قبائلی سرداروں کے لئے زارینہ کی طرف سے وظیفہ مقرر کروانا تھا لیکن درحقیقت سیاست کے میدان کے شہسوار ابلائی خان کا مقصد زارینہ کتھرین کا اس کے بارے میں رویہ اور خیالات معلوم کرنا تھا۔ تاکہ مستقبل میں

روسیوں کے ساتھ تعامل میں اس سے رہنمائی حاصل کی جاسکے۔ زارینہ نے ابلائی خان کے وفد کی درخواست کو یہ کہہ کر رد کردیا کہ ابلائی خان کی طرف سے (اورنبرگ آکر) روسیوں سے وفاداری کا اظہار روس کے ساتھ اس کے رسمی الحاق کی اولین شرط ہے۔ خان ابلائی کا جواب یہ تھا کہ منتخب خان کی حیثیت سے اس کے اقتدار کو تسلیم نہ کرنا زارینہ کی طرف سے مسلمہ سفارتی اقدار کے عدم احترام کے مترادف ہے۔ خان ابلائی نے جنگار سلطنت اور چینیوں کی طرف سے اس کے اقتدار کو تسلیم کئے جانے کے علاوہ ۱۷۷۱ء میں خان ابول محمد کی وفات کے بعد ترکستان شہر میں لشکر میانہ (کے سلطانوں اور سرداروں) کی طرف سے باقاعدہ اور رسمی طور پر اسے خان منتخب کرنے کا حوالہ دے کر زارینہ کیتھرین پر اپنے اقتدار کے مکمل جواز کو واضح کرنے کی کوشش کی۔ زارینہ کا موقف یہ تھا کہ ۱۷۳۲ء میں لشکر میانہ کے خان سمیت کی طرف سے روسی وفاداری کا حلف اٹھانے کے بعد لشکر میانہ میں خان کے تقرر کا اختیار قازق عوام کے بجائے اورنبرگ (یاسیپلاٹنسک) کے روسی گورنر کے پاس منتقل ہو گیا ہے۔

ابلائی خان اور زارینہ کے مابین جاری اس سفارتی جنگ کے دوران ہی میں پوگا چیف کی سربراہی میں زارینہ کے خلاف روسی کوسکوں کی بغاوت شروع ہو گئی۔ ابلائی خان نے اس بغاوت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے زارینہ کے ساتھ ہر قسم کے روابط منقطع کر لئے۔ ابلائی خان کی طرف سے باغیوں کی محدود حمایت کے جواب میں زارینہ نے از خود اسے خان کی حیثیت سے تسلیم کرنے کا اعلان کر دیا۔ ابلائی خان نے اب بھی روس جاکر خلعت قبول کرنے سے انکار کر دیا چنانچہ زارینہ کے سفیر نے ۲۲ اکتوبر ۱۷۷۸ء کو ابلائی کے کیمپ میں آکر اسے خان کے لقب سے نوازنے کے ساتھ ساتھ شاہی خلعت (ٹوپی، تلوار، اور لبادہ) پیش کیا۔ اس کے باوجود ابلائی نے اپنی خودداری اور استقلال پسند مزاج کے پس منظر میں کبھی بھی روسی حکام سے دیگر لشکروں کے خانوں کو ملنے والی مراعات کا مطالبہ نہیں کیا۔ اس کے برعکس اس نے روسی قیدیوں کو آزاد کرنے سے انکار کر دیا۔ ۱۷۸۱ء میں ستر سال کی عمر میں وفات تک زارینہ کیتھرین کسی بھی مرحلے پر ابلائی خان کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکیں[۱۲۰]۔

خان ابلائی کے دور اقتدار کے آخری ایام میں خراب اقتصادی حالات کے پیش نظر لشکر میانہ کے مختلف قبائل کے مابین سمٹتی ہوئی چراگاہوں پر تسلط کے لئے اندرونی اختلافات ظاہر ہونا شروع ہو گئے تھے۔ پوگا چیف کی بغاوت نے بھی زمین اور چراگاہوں کے حصول کے لئے لشکر میانہ کے قبائل میں اختلافات کو نمایاں کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ چنانچہ خان ابلائی کا

جانشین (اس کا بیٹا) خان ولی (دور اقتدار : ۱۷۸۱ء - ۱۸۱۷ء) اپنے لشکر میں اتحاد بر قرار رکھنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ خان ولی کا اقتدار (روسی تحفظ کے سائے میں) صرف انتہائی شمال کے علاقوں تک محدود رہا۔ لشکر میانہ کے نیمان قبائل نے ابوالغازی کو اپنا سربراہ نامزد کیا جو اپنا اقتدار بر قرار رکھنے کے لئے چینی حمایت کا خواستگار ہوا۔ ابو الغازی کی وفات (تاریخ معلوم نہیں) کے بعد سلطان برک کا بیٹا خان خوجہ لشکر میانہ کے اس حصے کا سربراہ منتخب کیا گیا۔ لشکر میانہ کے انتہائی جنوبی علاقوں پر لشکر بزرگ نے اپنی عملداری قائم کی۔ لشکر بزرگ بھی چینی بالادستی قبول کئے ہوئے تھا۔ چنانچہ خان ولی کے عہد میں روسیوں کے تسلط میں سابقہ خان ابلائی کے زیر اقتدار لشکر میانہ کے علاقہ کا صرف پچیس فیصد علاقہ رہ گیا تھا جس پر خان ولی روسیوں کی حمایت سے حکمران تھا۔ خان ولی اپنے لشکر میں کمزور حیثیت کی بنا پر لشکر بزرگ اور لشکر کوچک کے خانوں اور سلطانوں سے الجھنے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔ اس لئے اس نے دونوں لشکروں کے ساتھ بہتر تعلقات کے قیام کو اپنی ترجیحات میں رکھا۔ ۱۷۹۳ء میں روسیوں کے ساتھ اختلافات پیدا ہو جانے کے بعد خان ولی نے اپنے باپ کی سیاست اپناتے ہوئے چینیوں کی طرف دست تعاون دراز کیا۔ خان ولی کی اس تدبیراتی چال کے جواب میں روس نے (لشکر میانہ میں شامل) اس کے مخالف قبائل کی طرف سے روسی رعایا بننے کی درخواست کو مسترد کر دیا۔ چونکہ خان ولی اپنے لشکر میں مقبولیت حاصل نہیں کر سکا اس لئے اس چالبازی کے باوجود وہ برتر روسی طاقت کو اپنے لشکر کے اندرونی معاملات میں مداخلت سے باز رکھنے میں قطعاً ناکام رہا۔ اٹھارویں صدی کے اواخر تک وہ قوت و اقتدار کے تمام مظاہر کھو چکا تھا۔ لشکر میانہ کے جس حصے (شمال میں روسی قلعہ ہدیوں کے قرب و جوار میں) پر اس کی برائے نام سیادت تھی وہاں بھی اقتدار کے حصول کے لئے اندرونی کشمکش جاری تھی۔

لشکر میانہ میں استعماری روس کی سول انتظامیہ کے عمل دخل کا آغاز

روسی حکام نے لشکر میانہ کے ان اندرونی اختلافات کے تصفیے کے بہانے پیٹر وپاولسک میں روسیوں اور قازقوں پر مشتمل ایک کمیشن کی تشکیل کا اعلان کیا۔ اس کمیشن کی تشکیل کو روسیوں کی طرف سے لشکر میانہ کے علاقوں کو روس میں ضم کرنے کی پہلی باقاعدہ کوشش کا نام دیا جا سکتا ہے۔ لشکر میانہ کے قازق بھی اپنے اندرونی اختلافات کے باوجود اس حقیقت کا ادراک رکھتے تھے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ قازقوں نے اپنے اختلافات اور جھگڑوں کے تصفیے کے لئے کبھی بھی اس کمیشن کی طرف رجوع نہیں کیا۔

۱۸۰۶ء میں خان ولی کی طرف سے مختصر عرصے کے لئے چینی علاقوں کی طرف ہجرت